قربانی

کی تاریخ اور احکام وفضائل

وعظ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

www.afif.in

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

Al Falah International Foundation

اقتباس

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ جانور تو ایک علامت ہے، ایک مؤمن جب قربانی کرتا ہے تو بوقتِ قربانی اس کے دل میں یہ جذبات ہونے چاہئیں کہ جیسے حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے، میں بھی اپنی جان، اپنا مال، اپنے اہل وعیال، اپنا سب کچھ اللہ کے حکم کو پورا کرنے کے لیے قربان کرنے کے واسطے تیار ہوں، یہ قربانی کا جانور تو محض ایک علامت ہے اور اسی لیے قربانی کے اندر جو جانور جتنا عمدہ ہوگا، جتنا زیادہ فربہ ہوگا، جتنا زیادہ قیمتی ہوگا، اس کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے، بعض روایتوں میں آتا ہے: استفرھوا ضحایا کم اور بعض روایتوں میں ہے: عَظِّمُوا ضَحَايَاكُمْ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله، أرسله إلى كافّة الناس بشيرا ونذيرا، وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا، صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وأصحابه وبارك وسلّم تسليما كثيرا كثيرا، أما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بسم الله الرحمن الرحيم: ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ [الفجر:١،٢]

وقال تعالىٰ: ﴿وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ [البقرة:١٢٤]

وقال تعالىٰ: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰي مِنْكُمْ﴾ [الحج:٣٧]

اسلامی سال کے مہینے اور حرمت والے مہینوں کا ذکر

یہ ذوالحجۃ الحرام کا جو مہینہ ہے، وہ اسلامی کیلینڈر کا آخری مہینہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سے اس زمین وآسمان کو پیدا فرمایا، یہ بارہ مہینے سال بھر کے لیے مقرر فرمائے اور ان میں چار مہینوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا۔ حجۃ الوداع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے موقع پر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خطبہ دیا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کو واضح فرمایا۔ بخاری شریف کی روایت میں یہ چیز موجود ہے۔ یہ جو حرمت والے چار مہینے ہیں، ان میں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔

فضیلت والے ماہ وسال اور ایام واوقات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلامی کیلینڈر کے بارہ مہینوں میں سے بعض مہینوں کو کچھ خصوصیت عطا فرمائی ہے، بعض دنوں اور راتوں کو کچھ خصوصیات عطا فرمائی ہے، بعض اوقات اور گھڑیوں کو کچھ خصوصیات عطا فرمائی ہے: رمضان المبارک کا مہینہ ایک مہینے کے اعتبار سے تمام مہینوں پر فضیلت رکھتا ہے، جمعہ کا دن ہفتے کے دنوں میں دوسرے دنوں کے مقابلے میں فضیلت کا حامل ہے۔ نویں ذی حجہ یعنی عرفہ کا دن سال بھر کے دنوں میں سب سے افضل اور بہتر سمجھا جاتا ہے، لیلۃ القدر سال بھر کی راتوں میں سب سے افضل اور بہتر سمجھی جاتی ہے۔ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے ساعتِ اجابت کہ جو کوئی اس میں دعا کرتا ہے، وہ قبول کی جاتی ہے، اس کو دوسرے اوقات کے اوپر فضیلت حاصل ہے۔

فجر کے مصداق میں علماء کے اقوالِ مختلفہ

سورۂ فجر کی ان ابتدائی آیات ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ فجر سے مراد کیا ہے؟ تو بعض مفسرین تو فرماتے ہیں کہ ہر دن کی فجر مراد ہے؛ اس لیے کہ ہر دن کی فجر جب طلوع ہوتی ہے تو دنیا کے اندر ایک انقلاب لے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرآتی ہے، گویا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی قسم کھا کر اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خاص طور پر دسویں ذی الحجہ کا جو دن ہے یعنی یوم النحر، عید الاضحیٰ، قربانی کا پہلا دن، اس کی فجر مراد ہے(۱)۔

یومِ نحر سے پہلے والی رات حکماً یومِ عرفہ کی رات شمار ہوتی ہے

اس لیے کہ ویسے اسلامی کیلینڈر کے حساب سے گذشتہ رات آنے والے دن کے تابع ہوا کرتی ہے، جیسے جمعہ کی دن کی شب وہ کہلائے گی جو جمعرات کے بعد آتی ہے لیکن یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرفات کے میدان میں جہاں حاجی لوگ وقوف کرتے ہیں اور وقوفِ عرفہ کو حج کا ایک اہم اور بنیادی رکن قرار دیا گیا ہے، وہاں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ اگر کوئی آدمی دسویں ذی الحجہ کی صبحِ صادق تک عرفات کے اندر وقوف کر لے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا، گویا اس دسویں ذی الحجہ والی رات کو حکم کے اعتبار سے گذشتہ دن یعنی یومِ عرفہ کے تابع قرار دیا گیا، اس اعتبار سے گویا یہ یوم النحر کی رات اُدھر لگا دی گئی، اس معنی کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آج کے دن کی اس فجر کو اہمیت عطا

---

(۱) وَالْفَجْرِ اقسم اللّٰہ تعالی بالفجر ای انفجار صبح کل یوم کذا روی ابو صالح عن ابن عباس وھو قول عکرمة.....وقال الضحاك فجر أول يوم من ذی الحجة لانه قرن به الليالی العشرة. (التفسير المظهري تحت قوله تعالیٰ: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ) وَثَالِثُهَا: أَنَّهُ فَجْرُ يَوْمٍ مُعَيَّنٍ، وَعَلَى هٰذَا الْقَوْلِ ذَكَرُوا وُجُوهًا الْأَوَّلُ: أَنَّهُ فَجْرُ يَوْمِ النَّحْرِ، وَذَلِكَ لِأَنَّ أَمْرَ الْمَنَاسِكِ مِنْ خَصَائِصِ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ لَا تَدَعُ الْحَجَّ وَهُوَ يَوْمٌ عَظِيمٌ يَأْتِي الْإِنْسَانُ فِيهِ بِالْقُرْبَانِ كَأَنَّ الْحَاجَّ يُرِيدُ أَنْ يَتَقَرَّبَ بِذَبْحِ نَفْسِهِ، فَلَمَّا عَجَزَ عَنْ ذَلِكَ فَدَى نَفْسَهُ بِذَلِكَ الْقُرْبَانِ. (تفسير الرازی، تحت قوله تعالیٰ: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرمائی اور اس کی قسم کھا کر ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ فرمایا۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ کے مصداق میں اختلاف اور قولِ معتدل

دوسرے نمبر پر دس راتوں کی قسم کھائی، اس سے کون سی دس راتیں مراد ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو مفسرِ قرآن ہیں، ان کے حوالے سے حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں (۱)۔ ویسے حضراتِ علماء کے درمیان یہ مسئلہ موضوعِ بحث ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ افضل ہے یا ذوالحجہ کا یہ پہلا عشرہ افضل ہے؟ اس پر باقاعدہ دلائل کے ذریعہ سے کلام کیا گیا ہے، حافظ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلے کو بہت سے حضرات نے معتدل قرار دیا، وہ فرماتے ہیں کہ راتوں کے اعتبار سے تو رمضان کا آخری عشرہ سب سے افضل ہے؛ اس لیے کہ اس میں لیلۃ القدر ہے جو سال بھر کی راتوں میں سب سے افضل ہے اور دنوں کے اعتبار سے ذوالحجہ کا یہ پہلا عشرہ سب سے افضل ہے؛ اس لیے کہ اس میں دنوں کے اعتبار سے سال بھر کے دنوں میں جو سب سے افضل دن ہے یعنی یومِ عرفہ، وہ پایا جاتا ہے۔

اور آج جو دسویں ذی الحجہ کا دن ہے، اس کو قرآن میں يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ (التوبة:٣)

---

(۱) وَقَدْ ثَبَتَ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا «مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي عَشَرَ ذِي الْحِجَّةِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلًا خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ (تفسير ابن كثير، تحت قوله تعالىٰ: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ماہِ ذی الحجہ کے خصوصی احکام وعبادات اور خلیل اللہ

اس دن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس مہینے میں بہت سے احکام اور عبادتیں جو انجام دی جاتی ہیں، مختلف حیثیتوں سے ان میں سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے گھرانے کی بعض یادگاروں کو بڑا دخل ہے۔

حضرتِ ہاجرہ سے حضرتِ ابراہیمؑ کے نکاح کا پس منظر

حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا نکاح حضرتِ سارہ کے ساتھ ہوا اور ایک طویل زمانے تک ان کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جب اولاد نہیں ہوئی اور حضرتِ سارہ اولاد کی طرف سے مایوس ہوئیں اور یوں سمجھا کہ میں تو بانجھ ہوں، اب مجھے کوئی اولاد نہیں ہوگی تو انھوں نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ سے- جو اس بادشاہ کی بیٹی تھی جس نے حضرتِ سارہ سے زیادتی کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں اس کو ناکام اور نامراد کیا تو اس نے حضرتِ سارہ سے متأثر ہو کر اپنی بیٹی حضرتِ ہاجرہ کو خدمت کے لیے حضرتِ سارہ کے حوالے کیا تو حضرتِ سارہ جب اولاد کی طرف سے مایوس ہو گئیں تو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے درخواست کی کہ وہ ان حضرتِ ہاجرہ سے- نکاح کر لیں۔

اولاد کی دعا اور قبولیتِ دعا کی بشارت

چناں چہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے نکاح کر لیا اور نکاح کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [الصافات:١٠٠] اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ اس کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اس دعا کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ایک بردبار بیٹے یعنی حضرتِ اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی بشارت سنائی۔

حضرت ابراہیمؑ کے یہاں حضرتِ اسماعیلؑ کی پیدائش

چناں چہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی عمر جب ٨٦/سال تھی تو ان کے یہاں حضرتِ اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باپ کو اس بیٹے کے ساتھ کس قدر محبت ہوگی!۔ برسوں کی تمناؤں کے بعد اور ایک مایوسی کی سی کیفیت کے بعد جب اولاد ملے اور وہ بھی اکلوتی اولاد ہو تو اس سے باپ کو جو تعلق اور محبت ہو سکتی ہے، ہر آدمی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

بذریعۂ خواب اکلوتے بیٹے کو راہِ الٰہی میں قربان کرنے کا حکم

پھر یہی بچہ جب کچھ بڑا ہوا، بارہ، چودہ سال کا ہوا تو حکم آیا: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾ [الصافات:١٠٢] یعنی جب وہ بیٹا باپ کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچا، بارہ، چودہ سال کی عمر کو پہنچے، گویا تربیت اور ان کو بڑا کرنے کا جو مرحلہ تھا، وہ گذر گیا اور اب بیٹے کی طرف سے باپ کو کچھ امیدیں اور توقعات قائم ہوئیں کہ اب یہ میرے لیے بوڑھاپے کی لاٹھی ثابت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوگا، اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خواب میں آپ کو یہ دکھلایا گیا کہ آپ اپنے اس اکلوتے بیٹے کو چھری سے ذبح کررہے ہیں۔

دیکھئے! یہ منظر خواب میں دکھلایا گیا، بذریعۂ فرشتہ وحی نہیں کی گئی، ویسے حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا خواب بھی چوں کہ وحی کے حکم میں ہوا کرتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو بیوی اور بچے کو چھوڑنے کا حکم

اس سے پہلے بھی اپنے اس بیٹے اور اس کی ماں کے سلسلے میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ایک آزمائش سے گذر چکے تھے، اس بچے کے پیدا ہونے کے بعد فوراً اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ حکم دیا کہ اس بچے کو اور اس کی ماں کو ہم جہاں کہیں، وہاں چھوڑ آؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو لے کر چلے۔ حضرت جبرئیلؑ ان کو راستہ دکھلا رہے ہیں۔ شام کا ملک جو بڑا ہرا بھرا اور سرسبز وشاداب ہے، وہاں سے لے کر چلتے ہیں، راستے میں جہاں کہیں کوئی اچھی جگہ نظر آتی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت جبرئیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ یہاں ٹھیرنے کا حکم ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ نہیں، ابھی تو اور آگے جانا ہے۔

لق ودق میدان میں بیوی اور بچے کو چھوڑنے کا حکم

یہاں تک کہ آگے بڑھتے بڑھتے جب اس جگہ پہنچے جہاں آج کل کعبۃ اللہ ہے، پہاڑیوں کے درمیان میں ایک ٹیلہ سا تھا، وہاں لاکر کے حضرت جبرئیلؑ نے حضرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ابراہیمؑ سے کہا کہ یہاں اپنی بیوی اور بچے کو ٹھیرانا ہے۔ کچھ دن حضرت ابراہیمؑ ان کے ساتھ رہے۔ ان کے پاس کھجوروں کا ایک تھیلا تھا اور پینے کے لیے پانی کا ایک مشکیزہ تھا، دو چار دنوں کے بعد حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوا کہ آپ اب تشریف لے جائیں اور ان کو یہیں چھوڑ دیں۔

حکم ملتے ہی اٹھے اور چلنے لگے، بیوی کو کچھ کہا نہیں۔ حضرتِ ہاجرہ نے دیکھا کہ یہ تو جا رہے ہیں تو ان کے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی پوچھنے لگیں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں، یہاں تو کوئی نہیں ہے، دودھ پیتا بچہ ہے! لیکن کوئی جواب نہیں دے رہے ہیں، دوسری مرتبہ پوچھا، تیسری مرتبہ پوچھا لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرتِ ہاجرہ کا عجیب متوکلانہ جواب

جب تیسری مرتبہ میں بھی کوئی جواب نہیں آیا تو خود حضرت ہاجرہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے؟ تو کہا کہ ہاں!۔ تو حضرتِ ہاجرہ نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے تو وہ ہمیں ضائع اور برباد نہیں کرے گا!!۔

آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ پر کیسا بھروسہ ہے!۔ آج ہم اپنے بال بچوں کو بستی کے اندر جہاں ہزاروں کی آبادی ہے، اپنے گھر کے اندر چھوڑ کر جاتے ہیں تو ہمیشہ یہ خیال آتا رہتا ہے کہ بال بچوں کو اکیلے چھوڑ آیا ہوں، وہاں کوئی ہے نہیں، پتہ نہیں ان کا کیا ہوگا!، حالاں کہ ہمارا گھر ہزاروں کی آبادی کے بیچ میں ہوتا ہے تو بھی ہم ہمیشہ فکرمند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہتے ہیں تو یہاں تو کوئی انسان، آدم زاد نہیں ہے، صرف یہ ماں اور بیٹا ہے، اور کچھ بھی نہیں۔ آپ تصور کیجیے کہ ان کی کیا کیفیت ہوگی!! لیکن جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جواب میں فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے تو حضرتِ ہاجرہ نے کہا: إِذًا لَا يُضَيِّعُنَا: تب تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کریں گے (۱)۔ اس عورت کا یقین دیکھیے۔

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

آج کے مسلمان کا حال یہ ہے کہ جب اسے شریعت کا کوئی حکم بتلایا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ تجارت میں یوں کرو تو جواب ملتا ہے کہ مولوی صاحب! اگر اس طرح کرنے جائیں گے تو برباد ہو جائیں گے!!، اللہ کے حکم کے بارے میں کہا جاتا ہے تو مؤمن یہ کہتا ہے اور اس عورت کا یقین دیکھو!۔

حضرت ابراہیمؑ کی آزمائشوں کا اجمالی خاکہ

بہر حال! حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اسی حال میں چھوڑ کر گئے، یہ تو کتنی بڑی آزمائش تھی اور اس سے پہلے جو آزمائشوں سے گذرے تھے: اپنی قوم کے ساتھ آزمائش پیش آئی، اپنے باپ کے ساتھ آزمائش پیش آئی۔ باپ نے آپ کو اپنے

(۱) أخرجه أَحمدوَعبدبن حميدوَالْبُخَارِيّ وَابْن جريروَابْن أَبي حَاتِم والجندي وَابْن مرْدَوَيْه وَالْحَاكِم وَالْبَيْهَقِيّ فِي الدَّلَائِل عَن سعيد بن جُبَير (الدر المنثور تحت قوله تعالى: وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گھر سے نکال دیا، قوم نے آپ کے ساتھ عداوت کا معاملہ کیا کہ جب آپ نے قوم کو بت پرستی سے روکا اور ان کے بتوں کو ختم کیا تو قوم نے آپ کو آگ میں ڈالا، اس کے بعد عراق جو آپ کی جائے پیدائش تھی، اس کو چھوڑ کر شام تشریف لے گئے، گھر بار چھوڑا، قوم کو چھوڑا، وطن کو چھوڑا اور آخر میں بیوی اور بچے تک کو ایک غیر آباد اور بنجر جگہ میں چھوڑ آئے۔

اپنے لختِ جگر کو خواب میں ذبح کرنے کا نظارہ

وہاں چھوڑنے کے بعد اللہ کے حکم سے کبھی کبھی ان کی خبر لینے کے لیے آتے جاتے رہتے تھے۔ چناں چہ اسی زمانے میں جب حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر بارہ یا چودہ سال تھی تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ان کو ذبح کر رہے ہیں تو آپ نے اپنے بیٹے کے سامنے اس خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: ﴿يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾: اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میں تمھیں ذبح کر رہا ہوں، تم سوچ لو! تمھاری کیا رائے ہے؟۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں کہیں گے تو ہی ان کو ذبح کیا جائے گا، دراصل حضرت ابراہیمؑ بیٹے کا بھی امتحان لینا چاہتے تھے کہ میرا بیٹا اللہ کے اس حکم کو پورا کرنے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟۔

سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

آخر بیٹا کس کا تھا؟ خلیل الرحمٰن کا بیٹا تھا! چناں چہ جواب دیا: ﴿يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [الصافات: ۱۰۲]: اے ابا جان! اللہ کی طرف سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے، اس کو پورا کیجیے۔ اس سے حضرت اسماعیلؑ کی عقل کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ تو خواب بیان کررہے ہیں اور وہ اس عمر میں بھی سمجھ رہے ہیں کہ نبی کا خواب وحی ہوا کرتا ہے۔ ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو کہتا کہ ابا جان! خواب وخیال کے اس نظارے کا کیا اعتبار! کیا آپ محض ایک خواب کی وجہ سے میرے جیسے اکلوتے بیٹے کی جان لینے کے درپے ہوگئے!

لیکن حضرت اسماعیلؑ کہہ رہے ہیں: ﴿يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾: اے ابا جان! اللہ کی طرف سے آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے، اس کو پورا کیجیے، آپ اگر اللہ نے چاہا تو مجھے صبر کرنے والوں اور تحمل کرنے والوں میں سے پائیں گے، سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا نہیں کہا بلکہ ﴿سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ کہ: اللہ کے بہت سے بندے ہیں جو اللہ کا حکم پورا کرنے کے لیے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں، ان میں ایک میں بھی ہوں۔ گویا اپنے آپ کو عُجب سے، خود بینی سے، کبر سے بچانے کا بھی اہتمام کررہے ہیں!۔

سرِ تسلیم خم ہے، جو مزاجِ یار میں آئے

﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ﴾: قرآن میں باری تعالیٰ نے اس منظر کی عکاسی فرمائی ہے کہ جب باپ اور بیٹے دونوں نے اللہ کے حکم کو پورا کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کردیا، سرِ تسلیم خم کردیا اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ ﴿وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰإِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا﴾: جب چھری چلانا شروع کیا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللہ تعالیٰ کا دکھلایا ہوا خواب حضرت ابراہیمؑ نے سچا کر دکھلایا

حضرت اسماعیلؑ نے پہلے ہی کہہ دیا کہ ابا جان! اپنے کپڑوں کو ذرا سمیٹ لیجیے، کہیں میرا خون آپ کے کپڑوں کو لگ نہ جائے اور کہیں اس کو دیکھ کر کے میری ماں کا دل متأثر نہ ہو اور چھری کو تیز کر لیجیے؛ تاکہ آپ جلدی سے اللہ کے حکم کو پورا کریں۔ لیکن بہر حال! اللہ تعالیٰ تو فقط امتحان لے رہے تھے۔ منظر یہ دکھلایا گیا تھا کہ وہ ذبح کر رہے ہیں، وہ منظر تو پورا ہو گیا، حضرت اسماعیلؑ ذبح ہو چکے ہیں، ایسا منظر دکھلایا نہیں تھا، بس یہ تھا کہ میں اپنے بیٹے کو لٹا کر کے اس پر چھری چلا رہا ہوں تو جو خواب اللہ تعالیٰ نے دکھلایا تھا، حضرت ابراہیمؑ نے اس کو سچا کر دکھلایا۔

تکبیرِ تشریق کا پس منظر

اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام جنت سے ایک مینڈھا لے کر کے آئے۔ حضرت ابراہیمؑ چوں کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے میں مشغول تھے تو حضرت جبرئیلؑ کو خیال آیا کہ حضرت ابراہیمؑ کہیں اپنے بیٹے کو ذبح نہ کر ڈالیں؛ اس لیے دور سے ہی کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، حضرت ابراہیمؑ نے جب ان کو دیکھا تو خوش ہو کر کہا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، جب حضرت اسماعیلؑ نے یہ دیکھا تو کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، اور پھر اسی جگہ پر وہ مینڈھا جو جنت سے بھیجا گیا تھا، ذبح کیا گیا: وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ، قرآن کہتا ہے کہ ہم نے ان کے بدلے میں ایک بڑا جانور قربانی کے طور پر پیش کیا، حقیقت تو یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یادگار رہے۔

رمئ جمرات کا پس منظر

اسی موقع پر یہ بھی ہوا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ جب اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے کعبۃ اللہ سے لے کر مِنٰی کی طرف گئے، ماں کے سامنے ذبح نہیں کیا۔ مِنٰی میں اس لیے جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ تو شیطان نمودار ہوا، وہ حضرت ابراہیمؑ کو بہکانا چاہتا تھا تو حضرت ابراہیمؑ نے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا، پھر دوبارہ سامنے آیا تو پھر کنکریاں ماریں پھر تیسری مرتبہ نمودار ہوا تو پھر سے کنکریاں ماریں۔ حج کے موقع پر مِنٰی میں اسی لیے کنکریاں ماری جاتی ہیں۔۔

عیدالاضحیٰ کے روز قربانی حضرت ابراہیمؑ کے اس عمل کی یادگار ہے

بہرحال! حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا یہ قربانی والا عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ وہ اب قیامت تک جاری رہے گا اور مؤمن کو اس بات کا پابند بنایا گیا کہ وہ ان دنوں میں جانور کی قربانی کرے۔

جانور کی قربانی قلبی جذبات کی علامت ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ جانور تو ایک علامت ہے، ایک مؤمن جب قربانی کرتا ہے تو بوقتِ قربانی اس کے دل میں یہ جذبات ہونے چاہئیں کہ جیسے حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے، میں بھی اپنی جان، اپنا مال، اپنے اہل وعیال، اپنا سب کچھ اللہ کے حکم کو پورا کرنے کے لیے قربان کرنے کے واسطے تیار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوں، یہ قربانی کا جانور تو محض ایک علامت ہے اور اسی لیے قربانی کے اندر جو جانور جتنا عمدہ ہوگا، جتنا زیادہ فربہ ہوگا، جتنا زیادہ قیمتی ہوگا، اس کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اور نبیٔ کریم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے، بعض روایتوں میں آتا ہے: ا ستفرھوا ضحایاکم (۱) اور بعض روایتوں میں ہے: عَظِّمُوا ضَحَایَاکُمْ (۲)۔

قربانی کے جانور کے ساتھ اس طرح کا تعلق رکھئے

آج کل تو کیا ہوگیا ہے کہ ہم اپنے گھروں پر قربانی کا جانور رکھنے کے بجائے دوسرے کے حوالے کر دیتے ہیں، حالاں کہ ہمارے اسلاف کے یہاں اس کا اہتمام تھا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہمارے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ وہ عید کے دن ہی آئندہ سال کے لیے قربانی کا جانور خرید لیتے تھے اور سال بھر تک اس کی خدمت کرتے، اپنے ہاتھ سے چارہ کھلاتے، یہاں تک کہ اخیری ایک دو مہینوں میں تو دودھ جلیبی کھلاتے تھے۔

اور جب آپ پڑھانے کے لیے دار العلوم تشریف لے جاتے تو وہ جانور بھی آپ کے ساتھ جاتا، جب آپ درس گاہ میں جاتے تو وہ باہر بیٹھا رہتا اور جب باہر تشریف لاتے تو ساتھ ساتھ چلتا تھا، جانور کو آپ کے ساتھ اور آپ کو جانور کے ساتھ اتنا تعلق اور محبت ہو جاتی تھی اور جب عید کے روز ذبح کرتے تو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر رہے

---

(۱) التَّنویرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِیرِ، عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنه، رقم الحديث: ٩٨٦.
(۲) المبسوط للسرخسي، باب أول وقت الاضحية.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ یہ کیفیت ہونی چاہیے؛ تاکہ یہ محسوس ہو، اس کا اندازہ ہو کہ ہم اپنی محبوب چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

قربانی کی حقیقت اور اس کا ثواب حدیث کی روشنی میں

یہ قربانی کیا ہے؟ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کے جانور کیا ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: تمھارے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت اور طریقہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا: فَمَا لَنَا فِيهَا؟: ہم کو اس میں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ: قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔ پوچھا: يَا رَسُولَ اللهِ فَالصُّوفُ؟: جانوروں کے بال الگ الگ ہوتے ہیں: بعض جانوروں کے کے بال ہوتے ہیں اور بعض کا اون ہوتا ہے تو پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اون کا کیا حکم ہے؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ: اون والے جانور کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک نیکی ملے گی (١)۔

قربانی کا جانور قیامت کے دن صحیح سالم آئے گا

اور یہ قربانی کا جانور جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، پورا اپنے سینگ کے ساتھ، اپنے بالوں کے ساتھ، اپنی کھریوں کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا؛ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(١) السنن الکبری للبیهقی، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه، كِتَابُ الضَّحَايَا، ر: ١٩٠١٧.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرماتے ہیں: فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا: کہ پوری خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو(۲)۔

قربانی کے جانور کے بارے میں ہمارا نازیبا رویہ

آج تو قربانی کے معاملے میں ہمارا حال عجیب ہوگیا ہے! ویسے شاپنگ میں، اِدھر اُدھر فضول خرچی میں ہزاروں روپئے خرچ کردیں گے لیکن قربانی کے معاملے میں ایسا کم سے کم درجے کا جانور خریدنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس سے قربانی ہوجائے، حالاں کہ جتنا عمدہ، جتنا قیمتی، جتنا فربہ ہوگا، اتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آج قربانی کے دن جانور کے خون کو بہانے سے بڑھ کر دوسرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے، اس لیے تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو(۳)۔

قربانی کا نصاب

جس آدمی کے پاس ۶۱۲ رگرام اور ۳۶۰ رملی گرام چاندی یا اس کی مالیت کا اگر کوئی زائد سامان ہے اور اس کے اوپر قرضہ بھی نہیں ہے، قرض سے زائد اتنا مال ہے تو اس کے اوپر قربانی واجب ہے۔ ہمارے گھروں میں شوکیس کا عام رواج ہے جس میں ضرورت سے زائد سامان رکھا ہوا ہے تو لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ میرے اوپر زکوۃ فرض نہیں ہے تو قربانی بھی واجب نہیں ہے، حالاں کہ ایسا نہیں ہے، زکوۃ کا نصاب الگ ہے

---

(۲) السنن الکبری للبیہقی، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالی عَنْهَا، کِتَابُ الضَّحَایَا، رقم الحدیث: ۱۹۰۱۵۔

(۳) مَا عَمِلَ ادَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِهِ دَمًا، حوالۂ بالا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور قربانی کا نصاب الگ ہے۔

قربانی کے نصاب کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ

زکوۃ کا نصاب تو وہ مال ہے جو بڑھنے والا ہو، سونا چاندی یا تجارت کا مال ہو اور قربانی میں مال کا بڑھنے والا ہونا ضروری نہیں ہے، اگر ضرورت سے زائد مال اتنا ہو کہ ۶۱۲ رگرام اور ۳۶۰ رملی گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ہم پر صدقۃ الفطر واجب ہے اور وہ ادا بھی کرتے ہیں اور انھیں کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ بھائی! قربانی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب! قربانی تو ہم پر واجب نہیں ہے۔ حالاں کہ صدقۃ الفطر تو ادا کر رہے ہیں اور جو نصاب صدقۃ الفطر کا ہے، وہی نصاب قربانی کا بھی ہے!!۔

صاحبِ نصاب کے قربانی نہ کرنے پر وعید

اس لیے میں سب سے کہوں گا کہ اہلِ علم سے مل کر اپنا حال بیان کریں اور پوچھیں کہ مجھ پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ ورنہ قربانی واجب ہونے کے باوجود اگر نہیں کرو گے تو بیہقی کی روایت میں ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں قربانی کی طاقت ہے اور اس کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے (۱)۔ ایسے آدمی پر عید کی نماز کے لیے آنے پر بھی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پابندی لگا رہے ہیں، گویا اسے

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِأَنْ يُضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا" (السنن الکبری للبیہقی، کِتَابُ الضَّحَایَا، رقم الحدیث: ۱۹۰۱۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خوشی میں شرکت کی اجازت نہیں ہے؛ اس لیے اس چیز کا اہتمام ہونا چاہیے۔

جانور کو ذبح کرنا اپنی چاہتوں کو اللہ کے احکام پر قربان کرنے کی علامت ہے

اور جیسا کہ میں نے کہا کہ قربانی کا جانور ایک علامت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی تمام تر چاہتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرنے کے واسطے تیار ہیں، اللہ کے ہر حکم کو پورا کرنا مؤمن کی اولین ذمہ داری ہے، اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے اس کو تیار رہنا چاہیے۔

تکبیرِ تشریق کا حکم

تکبیرِ تشریق: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ, لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ, اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یہ تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا ہر ایک پر واجب ہے، عید کی نماز کے بعد بھی اس کو پڑھنا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/